احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

بدھ 21/اکتوبر 2009ء

روزنامہ
(ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

قائمقام ایڈیٹر : فخرالحق شمس

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 21/اکتوبر 2009ء یکم ذیقعد 1430 ہجری 21 اخاء 1388 ہش جلد 59-94 نمبر 238

نماز ایک بہتر عمل

حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیارؓ روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ محصور تھے اور کہا کہ آپ تو مسلمانوں کے امام ہیں اور جو مصیبت آپ پر آپڑی ہے وہ ہم دیکھ رہے ہیں اور فتنہ کا سرغنہ ہمیں نماز پڑھاتا ہے اور یہ ہم پر شاق ہے تو انہوں نے کہا نماز ہی سب سے بہتر عمل ہے جو لوگ کرتے ہیں۔ اس لئے جب لوگ اچھا کام کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اچھا کام کرو اور جب وہ برا کام کریں تو تم ان کی برائی سے الگ رہو۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب امامۃ المفتون حدیث نمبر:654)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یادرکھو کہ یہ جو پانچ وقت نماز کے لئے مقرر ہیں یہ کوئی تحکم اور جبر کے طور پر نہیں، بلکہ اگر غور کرو تو یہ دراصل روحانی حالتوں کی ایک عکسی تصویر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ .... (بنی اسرائیل :79) یعنی قائم کرو نماز کو دلوک الشّمس سے۔ اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں قیام صلوٰۃ کو دلوک شمس سے لیا ہے۔ دلوکؔ کے معنوں میں گو اختلاف ہے، لیکن دوپہر کے ڈھلنے کے وقت کا نام دلوکؔ ہے۔ اب دلوک سے لے کر پانچ نمازیں رکھ دیں۔ اس میں حکمت اور سِرّ کیا ہے؟ قانون قدرت دکھاتا ہے کہ روحانی تذلل اور انکسار کے مراتب بھی دلوک ہی سے شروع ہوتے ہیں اور پانچ ہی حالتیں آتی ہیں۔ پس یہ طبعی نماز بھی اس وقت سے شروع ہوتی ہے۔ جب حزن اور ہم وغم کے آثار شروع ہوتے ہیں۔ اس وقت جبکہ انسان پر کوئی آفت یا مصیبت آتی ہے، تو کس قدر تذلل اور انکساری کرتا ہے۔ اب اس وقت اگر زلزلہ آوے، تو تم سمجھ سکتے ہو کہ طبیعت میں کیسی رقت اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر سوچو کہ اگر مثلاً کسی شخص پر نالش ہو تو سمن یا وارنٹ آنے پر اس کو معلوم ہوگا کہ فلاں دفعہ فوجداری یا دیوانی میں نالش ہوئی ہے، اب بعد مطالعۂ وارنٹ اس کی حالت میں گویا نصف النہار کے بعد زوال شروع ہوا، کیونکہ وارنٹ یا سمن تک اسے کچھ معلوم نہ تھا۔ اب خیال پیدا ہوا کہ خدا جانے ادھر وکیل ہو یا کیا ہو؟ اس قسم کے تردّدات اور تفکرات سے جو زوال پیدا ہوتا ہے یہ وہی حالت دلوک ہے اور یہ پہلی حالت ہے جو نماز ظہر کے قائم مقام ہے اور اس کی عکسی حالت نماز ظہر ہے۔ اب دوسری حالت اس پر وہ آتی ہے جبکہ وہ کمرۂ عدالت میں کھڑا ہے۔ فریق مخالف اور عدالت کی طرف سے سوالات جرح ہو رہے ہیں اور وہ ایک عجیب حالت ہوتی ہے۔ یہ وہ حالت اور وقت ہے جو نماز عصر کا نمونہ ہے، کیونکہ عصر گھوٹنے اور نچوڑنے کو کہتے ہیں۔ جب حالت اور بھی نازک ہو جاتی ہے اور فرد قرارداد جرم لگ جاتی ہے، تو یاس اور ناامیدی بڑھتی ہے۔ کیونکہ اب خیال ہوتا ہے کہ سزا مل جاوے گی۔ یہ وہ وقت ہے جو مغرب کی نماز کا عکس ہے۔ پھر جب حکم سنایا گیا اور کنسٹیبل یا کورٹ انسپکٹر کے حوالہ کیا گیا، تو وہ روحانی طور پر نماز عشاء کی عکسی تصویر ہے۔ یہاں تک کہ نماز کی صبح صادق ظاہر ہوئی اور ان مع العسر یسرا (الانشراح :7) کی حالت کا وقت آ گیا۔ تو روحانی نماز فجر کا وقت آ گیا اور فجر کی نماز اس کی عکسی تصویر ہے۔

القصہ میں پھر تم کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ تم جو میرے ساتھ ایک سچا تعلق پیدا کرتے ہو۔ اس سے یہی غرض ہے کہ تم اپنے اخلاق میں، عادات میں ایک نمایاں تبدیلی کرو، جو دوسروں کے لئے ہدایت اور سعادت کا موجب ہو۔

﴿رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی صفحہ 130-167﴾
﴿ملفوظات جلد اول ص 95﴾

مطالعہ حقیقۃ الوحی

مجلس شوریٰ 2009ء کا فیصلہ ہے کہ سال 2009ء کے لئے حقیقۃ الوحی کو ساری جماعت بشمول ذیلی تنظیموں کے لئے بطور نصاب مقرر کر دیا جائے اور ہر سہ ماہی میں اس کتاب کے ایک حصہ کا امتحان بھی لیا جائے۔ امید ہے کہ احباب جماعت سکیم کے مطابق حقیقۃ الوحی کے روزانہ 7 صفحات کا مطالعہ تسلسل کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ:

''وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ''۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ:

''ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے''۔

(سیرت المہدی، بحوالہ الفضل 21/اکتوبر 1957ء صفحہ 6)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2009ء)

سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی آمد

مکرم ڈاکٹر عباس باجوہ صاحب آرتھوپیڈک سرجن
مکرمہ ڈاکٹر آصفہ عباس باجوہ صاحبہ گائناکالوجسٹ

دونوں ڈاکٹر صاحبان مورخہ 25/اکتوبر 2009ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مریضوں کے معائنہ کے لئے تشریف لائیں گے۔ احباب وخواتین سے گزارش ہے کہ وہ ان کی خدمات کے استفادہ کے لئے ہسپتال تشریف لائیں اور قبل از وقت اپنی رجسٹریشن کے لئے پرچی روم سے رابطہ کر لیں۔ مزید معلومات کے لئے استقبالیہ ہسپتال سے رجوع فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

محترم سید شمشاد احمد ناصر صاحب

تقویٰ کی اہمیت، ضرورت اور برکات

تقویٰ کا مضمون بہت باریک اور نہایت ہی اہم ہے۔ تقویٰ سارے دینی احکامات کی جان اور علت غائی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ساری کی ساری تعلیمات کا خلاصہ صرف ایک ہی لفظ تقویٰ میں بیان ہوا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز میں سمجھانے کے لئے قریباً کم وبیش 242 مرتبہ تقویٰ کا مضمون بیان کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود اپنی تفسیر کبیر میں لفظ تقویٰ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''قرآن کریم میں تقویٰ کا جو لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کے بارہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے کسی نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ کانٹوں والی جگہ سے گزرو تو کیا کرتے ہو؟ اُس نے کہا یا اُس سے پہلو بچا کر چلا جاتا ہوں یا اُس سے پیچھے رہ جاتا ہوں یا آگے نکل جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا بس اِسی کا نام تقویٰ ہے''۔

''ایک شاعر نے اِن معنوں کو لطیف اشعار میں نظم کر دیا ہے۔

خَلِّ الذُّنُوْبَ صغیرَھا و کبیرَھا ذاكَ التُّقٰی
وَاصنعْ کَماش فَوْقَ ارض الشَّوْكِ یَحذرُمایَرٰی
لَا تَحقَرَنَّ صغیرۃً ، اِنَّ الجبالَ مِنَ الْحَصی

(ابن کثیر)

ترجمہ: یعنی گناہوں کو چھوڑ دے خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ یہ تقویٰ ہے۔ اور تو اس طریق کو اختیار کر جو کانٹوں والی زمین پر چلنے والا اختیار کرتا ہے۔ یعنی وہ کانٹوں سے خوب بچتا ہے۔ اور تو چھوٹے گناہ کو حقیر نہ سمجھ کیونکہ پہاڑ کنکروں سے ہی بنے ہوئے ہیں۔''

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 73)

تقویٰ کا لفظ وَقیٰ سے نکلا ہے جس کے معانی ہیں ''بچایا'' اور ''حفاظت کی'' اور اتّقیٰ کے معانی ہیں۔ ''بچا''۔ ''اپنی حفاظت کی''۔ اس لفظ کا معنیٰ مذہبی کتب کے محاورہ میں گناہوں، برے کاموں، معصیت، اور بری چیزوں سے بچنے کے ہیں۔

وقایہ بھی اسی سے ہے جس کے معنی ڈھال کے ہیں یعنی اس کے ذریعہ انسان اپنے بچاؤ کا سامان کرتا ہے۔ گویا مومن تقویٰ کے ذریعہ اپنے لئے ایک ڈھال بناتا ہے۔ یا تقویٰ کو اپنے لئے ایک ڈھال بنا لیتا ہے جس کے ذریعہ وہ برے کاموں، بری خواہشات اور بری باتوں سے بچتا ہے۔ اور یہی تقویٰ کی اصل حقیقت اور غرض وغایت ہے۔ گویا تقویٰ دل کی اُس کیفیت کا نام ہے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھتے ہوئے اُسی کی رضا اور محبت کی خاطر اُسی کو عظمت دے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ: اور جو کوئی شعائراللہ کو عظمت دے گا تو یقیناً یہ بات دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔ (سورۃ الحج: 33)

قرآن کریم میں کم وبیش 242 جگہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ یہاں صرف چند آیات درج کی جاتی ہیں جن میں تقویٰ کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

اور زادِ سفر جمع کرتے رہو۔ پس یقیناً سب سے اچھا زادِ سفر تقویٰ ہی ہے۔ (البقرہ:198)

رہا تقویٰ کا لباس تو وہ سب سے بہتر ہے۔ (الاعراف:27)

اور تمہارا عفو سے کام لینا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ (بقرہ:238)

اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ (المائدہ:3)

بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ (الحجرات:14)

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (الحجرات:11)

انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اُس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (المائدہ:9)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اُسکے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اِس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔ (آل عمران:103)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اللہ تعالیٰ اُس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیزگار رہو۔ بے نیاز ہو۔ گمنامی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے والا ہو۔ (مسلم۔ کتاب الزھد)

بخاری، کتاب الانبیاء میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت درج ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ''اتقاھم''، یعنی لوگوں میں سے جو زیادہ متقی ہے۔

ابن ماجہ۔ کتاب الزھد میں یہ حدیث بھی حضرت ابوہریرہؓ سے ہی مروی ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار آنحضرت ﷺ نے اُن کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

''اے ابوہریرہؓ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کر، تو سب سے بڑا عبادت گذار بن جائے گا''۔

غزل

مرے دل میں نورِ یقیں رہنے دو تم
انہیں میرے دل میں مکیں رہنے دو تم

یہی ہے یہی ہے مسرت کا چشمہ
مرے پاس قلبِ حزیں رہنے دو تم

مجھے گاڑ دو خواہ تحت الثریٰ میں
نگہ سوئے عرش بریں رہنے دو تم

دکھاؤ نہ تم ان حسینوں کے جلوے
مری آنکھ کو دوربیں رہنے دو تم

مجھے کھینچ دو دار پر جب بھی چاہو
مگر سامنے وہ حسیں رہنے دو تم

امانت ہے قولِ بلیٰ کی سبھی کچھ
مجھے اس کا ہر دم امیں رہنے دو تم

انہیں مست رہنے دو کار ستم میں
مجھے محو کارِ جبیں رہنے دو تم

جو سکھلاؤ دیوانوں کو نکتہ بینی
تو فرزانوں کو نکتہ چیں رہنے دو تم

مرا اشک موتی ہے ان کی نظر میں
نگیں کو ہمیشہ نگیں رہنے دو تم!

کراتی ہے یہ سیر بامِ فلک کی
جبیں کو یونہی برزمیں رہنے دو تم

میسر ہمیں انجمن میں ہے خلوت
یونہی ہم کو خلوت گزیں رہنے دو تم

.... عبدالسلام ....

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ﴿ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ﴿ مقام اشاعت ﴿ دارالنصر غربی چناب نگر ﴿ ربوہ ﴿ قیمت 5 روپے

محترمہ طاہرہ ناصر شاہ صاحبہ کا ذکر خیر

ا۔ب۔ ناصر

محترم نواب محمد الدین صاحب وہ بزرگ ہیں جن کو مرکز احمدیت ربوہ کے لئے زمین حاصل کرنے کی تاریخی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کے تین بیٹے تھے منجھلے نواب زادہ محمد سعید صاحب تھے۔ یہ بچپن میں چیچک جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہو گئے حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے پیارے کی دعاؤں کے طفیل نہ صرف اس وقت معجزانہ شفا عطا فرمائی بلکہ زندگی بھر غیر معمولی شفا اور مولیٰ کریم کے رحم و کرم کے مظاہر دیکھتے رہے۔ اپنی بیگم محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ کے ساتھ 1961ء میں قادیان کا سفر کرنے اور 1972ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تین بیٹیوں سے نوازا۔ جن میں ایک طاہرہ تھیں۔ لطیف آباد حیدر آباد میں ان کی کوٹھی بیت الحمد کے برابر تھی۔ نماز باجماعت، دینی مجالس اور مالی قربانی کی توفیق ملتی گھر میں سلسلے کی کتب اور اخبار و رسائل کثرت سے آتے اور زیر مطالعہ رہتے۔ محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ لجنہ اماء اللہ حیدر آباد کی صدر تھیں اس خدمت کا موقع انہیں سترہ سال تک ملا۔ گھر کے اس دینی ماحول نے بچوں کی تربیت پر اچھا اثر ڈالا۔ قرآن کریم اور احادیث کی کتب کی تعلیم دی۔ اس طرح طاہرہ کو بچپن ہی سے خدمت دین سے لگاؤ پیدا ہو گیا۔

طاہرہ نام کے ساتھ امۃ السمیع اضافے کی صورت آپ کی والدہ صاحبہ کے ایک خواب کی بناء پر ہوئی 1955ء میں آپ پیٹ میں اپنڈیکس پھٹ جانے کی وجہ سے اتنی بیمار ہوئیں کہ زندگی کے لالے پڑ گئے۔ ربوہ ان کے ماموں محترم مشتاق احمد باجوہ صاحب کو تار دی گئی کہ سب بیوت الذکر میں دعا کا اعلان کروا دیں۔ آپ نے نہ صرف دعا کا اعلان کروایا بلکہ حضرت مولوی بقاپوری صاحب کے پاس جا کر دعا کی درخواست کی آپ نے دعا کر کے بتایا کہ ''شفا ہو گئی'' گویا دعا کی قبولیت کا انہیں کشفی رنگ میں علم ہو گیا۔ ادھر والدہ صاحبہ کو خواب میں دکھایا گیا کہ بچی طاہرہ کا نام امۃ السمیع ہے۔ شافی مولا کریم نے معجزانہ شفا عطا فرمائی اور تفاؤل کے طور پر امۃ السمیع نام کا اضافہ کیا گیا بچپن ہی کی ایک اور بات ہے آپ کے ماموں محترم مشتاق احمد صاحب باجوہ نے پوچھا کہ بچی تم نے اتنی بڑی دنیا کے کئی ملکوں، شہروں کے نام پڑھے ہیں تمہیں کون سا ملک اچھا لگا جس کی تم سیر کرنا چاہو گی۔ طاہرہ نے جواب دیا مجھے تو ملک عرب پسند ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانا چاہتی ہوں۔ اس بات کا تذکرہ ان کے ماموں حیرت سے کرتے کہ بچی کے دل میں دین کی کس قدر محبت ہے۔

1959ء میں محترم سید ناصر احمد شاہ صاحب سے شادی کے بعد کراچی میں حلقہ P.E.C.H.S میں رہائش رہی۔ مکرم ناصر شاہ صاحب پاکستان نیوی میں کموڈور کے اعلیٰ عہدے تک پہنچے۔ ان کی خدمات کے صلے میں ریٹائرمنٹ کے وقت ''ستارہ امتیاز'' دیا گیا اس کے بعد کراچی پورٹ ٹرسٹ میں جنرل مینیجر کے عہدے پر کام کرتے رہے طاہرہ کو لجنہ کے کاموں میں پہلے سے دلچسپی تھی کراچی آئیں تو اس وقت کراچی لجنہ کی صدر محترمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ تھیں سب سے پہلے آپ کو سیکرٹری نمائش مقرر کیا گیا۔ طاہرہ ذاتی دلچسپی کی وجہ سے اس عہدے کے لئے بہت موزوں تھیں چھ سال تک یہ خدمت سرانجام دی کراچی سے سامان تیار کروا کے ربوہ لے کر جاتیں اور اوپر کی دو پوزیشنز میں کراچی اور ربوہ کا نام ہی رہتا دیگر متعدد انعامات بھی سمیٹ کر لاتیں۔ اس طرح اس شعبہ میں جان پڑ گئی ایک تو اشیاء کے معیاری ہونے کی شہرت ہوئی دوسرے سب کچھ لجنہ مرکزیہ کے لئے وقف ہوتا جس سے ان کے فنڈ میں اضافہ ہوتا چار دفعہ طاہرہ صاحبہ کو سندات اعلیٰ کارکردگی بھی دی گئیں۔ اس کے ساتھ 1968ء سے تین سال تک حلقہ پی ای سی ایچ ایس کی سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ رہیں۔ اس حلقے کی صدر محترمہ ناصرہ صاحبہ بیگم مسعود احمد خورشید صاحب تھیں۔ اس کام سے نہ صرف ناصرات کے کام کی تربیت ہوئی بلکہ اپنے کم عمر بچے بھی دینی ماحول میں رہنے سے بہت کچھ سیکھنے لگے۔

شوہر کے تبادلے کی وجہ سے دو سال راولپنڈی رہیں اور پھر 1974ء میں واپس کراچی آئیں تو کراچی لجنہ سات قیادتوں میں تقسیم ہو چکی تھی اب آپ کی رہائش حلقہ ڈیفنس قیادت نمبر ایک میں تھی۔ جس کی صدر محترمہ آپا اقبال بیگم صاحبہ تھیں طاہرہ کو محترمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ نے اس حلقہ کی جنرل سیکرٹری کا کام سونپ دیا جو بہت عمدگی سے سنبھالا 1980ء تک چھ سندات اعلیٰ کارکردگی حاصل ہوئیں تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم میں صفحہ 607 پر آپ کا نام شائع ہوا۔ 1981ء میں شوہر کی امپیریل ڈیفنس کالج میں ٹریننگ کی وجہ سے کراچی چھوڑنا پڑا لندن میں تیرہ ماہ قیام میں وہاں لجنہ کی سرگرمیوں میں شامل ہوتی رہیں۔ واپسی پر 1982ء میں رہائش کارساز حلقہ محمد علی سوسائٹی میں ہوئی۔ اس وقت کی صدر محترمہ سلیمہ میر صاحبہ نے آپ کو سیکرٹری مقرر کر دیا محترمہ مسعودہ صاحبہ، بیگم چوہدری نبی احمد صاحب اور محترمہ امۃ الشافی محمود صاحبہ کے ساتھ مل کر اس حلقے کے کاموں میں جان ڈال دی۔ 1986ء میں شوہر کی ریٹائرمنٹ کے بعد حلقہ کلفٹن میں منتقل ہوئے تو شعبہ سمعی بصری کے تحت کام کیا۔ 1987ء میں تعمیر ہال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کا فرض سونپا گیا۔ گھر گھر جا کر سمجھا بجھا کر اتنا زیادہ چندہ جمع کیا کہ اس کام میں بھی اعلیٰ کارکردگی کی سند حاصل ہوئی۔ پھر آپ کو قیادت نمبر ایک کی جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے بھی طویل عرصہ کام کرنے کا موقع ملا۔ 1989ء میں صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر جماعت کراچی کی طرف سے آپ کو خصوصی انعام سے نوازا گیا۔ 1995ء تک آپ سرگرمی سے کام کرتی رہیں۔ سیکرٹری ضیافت کا عہدہ بھی آپ کے پاس رہا اور اس کام کا آپ کو خاص سلیقہ تھا۔ اتنی عمدگی سے تکریم کے ساتھ مہمان نوازی کا فرض نبھاتیں کہ ہر ایک تعریف پر مجبور ہو جاتا۔ مہمانوں کو خوش دیکھ کر آپ کی ساری محنت وصول ہو جاتی۔

پھر سنا کہ یہ ہنستی مسکراتی خوش باش خوش لباس دعوتوں کی شیدائی، جلسوں کی رونق ہستی بیمار ہو گئی ہیں اور بیماری بھی ایسی کہ اپنی سدھ بدھ نہیں تو بہت تکلیف ہوئی۔ طاہرہ کی بہو ناہید سے خیریت پوچھتی تو ایسے لگتا کہ ہم دونوں کا دل مزید بوجھل ہو گیا ہو پھر اچھی خبر آئی ہی نہیں۔ اچانک 18 جولائی 2008ء کو ان کی رحلت کا سن کر بے حد تکلیف ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے سارے دکھ دور کر دیئے اور محبت سے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔

تعزیت کے لئے طاہرہ کے گھر گئے تو احساسات کا عجیب عالم تھا پر شکوہ بنگلہ کو دیکھ کر ایسا لگا کہ زبان حال سے کہہ رہا ہے طاہرہ کے بعد اس کا نشیمن اداس ہے۔

محترم سید ناصر شاہ صاحب نے بڑے تحمل اور حوصلے سے اپنی بیگم کی بہت سی باتیں بتائیں۔ طاہرہ نے 1962ء میں وصیت کی تھی حصہ جائیداد کی مکمل ادائیگی کر دی تھی اب بہشتی مقبرہ قطعہ نمبر 10 میں مدفون ہیں۔ طاہرہ کا سب سے بڑا شوق پڑھنا پڑھانا دعوتیں کرنا اور جلسے اجلاس میں جانا تھا۔ ان کی شخصیت پر اپنی والدہ محترمہ اور محترمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ کا بڑا اثر تھا۔ جو کام کرتیں دل ڈال کر کرتیں بلا خوف و خطر بڑے بڑے اقدام اٹھاتیں اور حوصلہ بلند رکھتیں جلسہ سالانہ لندن پر جانے کا بے حد شوق تھا 1984ء سے 1996ء تک باقاعدہ جلسہ پر جاتی رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے عقیدت بہت تھی آپ بھی طاہرہ سے بہت شفقت سے پیش آتے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا ''طاہرہ کا دل تو سونے کا ہے''۔

اس گفتگو کے دوران دیوار پر آویزاں تصویر پر نگاہیں جمی رہیں جو ایک گروپ فوٹو تھا محترم ناصر شاہ صاحب نے بتایا کہ ایک تصویر خود حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے گروپ میں کھینچی تھی جس میں حضور کی ایک دعوت میں محترمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ کے ساتھ طاہرہ بھی تھیں۔

خاکسار کو طاہرہ کے ساتھ قیادت نمبر ایک میں کچھ عرصہ کام کرنے کا موقع ملا وہ میری اوقات سے بڑھ کر قدر دانی کرتی تھیں سیرت النبی ﷺ کے ایک جلسہ کی تیاری کے مراحل میں پھر جلسہ کی میزبانی میں اور بعد میں رپورٹ لکھوا کر حضور کو بھجوانے تک طاہرہ نے ساتھ ساتھ رکھا اور جب وہاں سے خط کا جواب آیا تو خوشی بھی ہم نے اکٹھی منائی حضور نے تحریر فرمایا تھا۔

رنگین الفاظ سے مزیّن تازہ پھولوں کی بو باس لئے جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقدہ نومبر 1991ء کی رپورٹ ملی جزاکم اللہ عزیزہ مکرمہ بشریٰ داؤد صاحبہ کا محبوب موضوع پر اپنے مخصوص مدلل طریق پر تقریر کرنا۔ عزیزہ مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کا حسب موقع احادیث ملفوظات، تقاریر اور منظوم نعتیہ کلام کا انتخاب کر کے پروگرام تیار کرنا اور عزیزہ مکرمہ طاہرہ ناصر شاہ صاحبہ کا اپنی بہترین منتظمانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اس جلسہ کا انتظام کرنا۔ مجھے خوب اندازہ ہے کہ اس روحانی اور وجدانی محفل کا عرفانی طور پر کیسا سرور انگیز سماں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو جزائے خیر سے نوازے جو کثیر تعداد میں غیر از جماعت خواتین تشریف لائی تھیں وہ ہمارے جلسوں میں بار بار شامل ہوں اور ان کے دل بہت جلد حق و صداقت کی طرف مائل ہوں''۔

طاہرہ کے بڑے بیٹے ڈاکٹر سید منصور احمد کی شادی سرگودھا کے محترم ڈاکٹر شمیم احمد شیخ اور محترمہ ڈاکٹر قانتہ صادقہ شیخ مرحومہ کی بیٹی ڈاکٹر ناہید سے ہوئی۔ دوسرے بیٹے سید وقار احمد کی شادی محترم نواب محمود احمد خان صاحب اور محترمہ امۃ الشافی صاحبہ کی بیٹی شازیہ سے ہوئی۔ بیٹیوں مبشرہ اور نائلہ کی شادیاں محترم ملک سیف الرحمٰن اور امۃ الرشید شوکت صاحبہ کے بیٹوں اطہر ملک اور ملک مجیب الرحمٰن صاحب سے ہوئیں۔ دونوں داماد واقف زندگی ہیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کی نسلوں کو اخلاص، اموال اور نفوس میں برکات عطا فرمائے۔ آمین۔

سب ہی بچوں نے ماں کی خدمت کا حق ادا کیا مگر عزیزہ ناہید اور منصور ساتھ رہنے کی وجہ سے بڑی محنت اور خلوص سے خدمت کرتے رہے۔ طاہرہ کی طویل علالت میں محترم ناصر شاہ صاحب نے بڑے صبر اور حوصلے سے تیمارداری کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے تعزیتی مکتوب میں بڑی جانفزا ہدایت عنایت فرمائی:۔

صدمے کے وقت آنسو تو بہتے ہیں لیکن یہ آنسو اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں ڈھل جانے چاہئیں نیز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سب دعاؤں کو مرحومہ کے حق میں قبول کرے ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنے قرب میں انہیں جگہ عطا کرے۔

محترم ڈاکٹر جنرل محمود الحسن صاحب نے تعزیتی مکتوب میں بہت حسین خراج تحسین پیش کیا۔ جو اس مضمون کا ایک جامع و مانع حرف آخر ہے۔

باقی صفحہ 6 پر

مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی

فنِّ صحافت کی رو سے

''خبر'' کی تعریف - مارچ 1957ء کا ایک مقالہ

خبروں کو فی زمانہ اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ ہر شخص صبح اٹھتے ہی ٹی وی یا اخبارات کی طرف دوڑتا ہے تا کہ معلوم کرے کہ گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں اس کے اپنے شہر اور ملک میں، آس پاس کے ممالک اور دنیا بھر کے دور دراز علاقوں میں کیا کچھ واقعات رونما ہوئے ہیں اور وہ کس حد تک اس کی اپنی اور دوسرے انسانوں کی زندگیوں پر اثر انداز ہونے والے ہیں۔ حالات کو معلوم کرنے کی یہ خواہش اور یہ جذبہ اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ پڑھے لکھے تو الگ رہے بعض ان پڑھ لوگ بھی جب تک اخبار کی خبریں دوسروں سے نہ سن لیں یا ان کا خلاصہ ریڈیو، ٹی وی کے ذریعہ ان تک نہ پہنچ جائے ان کو چین نہیں آتا۔

تعریف کے تعین کا سوال

خبروں اور اخبارات کی اس ہمہ گیر مقبولیت کے باوجود یہ امر ابھی تک عوام تو عوام خود ماہرین فن کے نزدیک بھی پورے طور پر طے نہیں ہو سکا ہے کہ خبر کی صحیح تعریف کیا ہے۔ روزمرہ کے واقعات میں سے ہر اخبار نویس اپنی تربیت یافتہ حس کی مدد سے ان واقعات کو فوراً الگ کر لیتا ہے کہ جو خبروں کی ذیل میں آتے ہیں اور انہیں ترتیب دے کر اخبار کی شکل میں قارئین تک پہنچا دیتا ہے لیکن یہ امر اس کے اپنے لئے بھی کار دارد ہے کہ وہ خبر کی کوئی ایسی جامع اور ہمہ گیر تعریف بیان کر سکے کہ جس کی نہج پر ہر واقعہ کو اس لحاظ سے پرکھا جا سکے کہ اس میں اخباریت کس حد تک موجود ہے۔ فن صحافت کے بڑے بڑے ماہروں نے ایسی تعریفیں وضع کرنے میں بہت سر مارا ہے جن میں خبریت کا عنصر کلی طور پر محصور ہو سکے اور جن کی مدد سے حتمی طور پر یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ کوئی واقعہ خبر کے ذیل میں آتا ہے یا نہیں۔ لیکن خود انہی ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔

کہنے کو ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ اگر کسی واقعہ کو الفاظ کا جامہ پہنا دیا جائے تو وہ خبر بن جاتا ہے۔ گویا ایک عام آدمی کی نگاہ میں کسی واقعہ کی رپورٹ خبر کہلاتی ہے لیکن اگر بات اتنی ہی ہوتی تو فن صحافت کے ماہروں کے لئے الفاظ کی شکل میں خبر کی تعریف معین کرنا چنداں مشکل امر نہ ہوتا۔ سوال یہ نہیں ہے کہ کسی واقعہ کو الفاظ کا جامہ پہنا دیا جائے یا مخصوص الفاظ میں اسے دوسروں تک پہنچا دیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ ہر واقعہ رپورٹ کے قابل نہیں ہوتا۔ صرف وہی واقعہ یا واقعہ کا وہی حصہ رپورٹ کیا جائے کہ جس کو معلوم کرنے کے عوام متمنی ہوں اور اگر پہلے سے متمنی نہ بھی ہوں تو کم از کم جب وہ اس کو پڑھیں تو ان کا دل گواہی دے کہ اخبار نے بہت اچھا کیا جو یہ واقعہ ہم تک پہنچا دیا اور اگر نہ پہنچاتا تو ہم نقصان میں رہتے۔ سو جب معاملہ لوگوں کی خواہش اور احساس کا ہو تو اس بارے میں کوئی حتمی اصولی باقاعدہ متعین کرنا انسان کے بس میں نہیں رہتا۔ کیونکہ خواہشات اور احساسات ہر وقت بدلتے رہتے ہیں اور ان کے زیر اثر واقعات کی اہمیت کا بدلنا بھی لازمی ہے۔ پھر ہر علاقے اور ملک کے لوگوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ ایک واقعہ ایک مخصوص علاقے کے لوگوں کے لئے اہم ہوتا ہے لیکن دوسرے کے لوگوں کے لئے وہ قطعاً اپنے اندر کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ پھر ایک واقعہ ایک خاص وقت اور زمانے میں لوگوں کے لئے اہم ہوتا ہے لیکن اسی نوعیت کا واقعہ کچھ عرصہ کے بعد لوگوں کی نگاہ میں اپنی اہمیت کھو بیٹھتا ہے۔ پھر وہ خبر کی ذیل میں نہیں آ سکتا۔ زمانہ اس سرعت سے بدل رہا ہے اور انسانی زندگی کے حالات میں اس قدر تیزی سے تبدیلی واقع ہو رہی ہے کہ کسی خاص نوعیت کے واقعات پر حصر کرنا کہ وہ ضرور ہی خبر کے ذیل میں آتے ہیں ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک خبر کی جتنی تعریفیں بھی وضع کی گئی ہیں وہ ناکافی ثابت ہوتی رہی ہیں۔ روزانہ ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں کہ جو ماہرین کی وضع کردہ تعریفوں کے ذیل میں نہیں آتے لیکن لوگوں کی نئی نئی خواہشات اور بدلتے ہوئے احساسات کے پیش نظر ان کا خبر کے ذیل میں آنا ناگزیر ہوتا ہے۔

ماہرین کی وضع کردہ بعض تعریفیں

اب ہم مثال ماہرین کی وضع کردہ بعض تعریفوں کو لیتے ہیں۔ ایک زمانے میں امریکہ کے مشہور اخبار نویس ولیم ارون نے خبر کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا تھا۔ ہر وہ چیز جو معمول کے خلاف ہو خبر کہلاتی ہے۔ اسی خیال کو انگلستان کے نامور اخبار نویس لارڈ نارتھ کلف نے نہایت دلچسپ انداز میں یوں بیان کیا تھا کہ اگر ایک کتا کسی آدمی کو کاٹ لے تو یہ کوئی خبر نہیں ہے کیونکہ کتے کاٹا ہی کرتے ہیں لیکن ہاں اگر کوئی آدمی طیش میں آ کر کسی کتے کو کاٹ لے تو پھر یہ یقیناً خبر ہے۔ اس تعریف کی رو سے معمول کے مطابق جو کام ہو رہے ہوں وہ خبر کے ذیل میں نہیں آتے۔ تاوقتیکہ کوئی بات معمول کے خلاف واقع نہ ہو وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے اخبار میں خبر کے طور پر درج کیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ ہر وہ واقعہ جو معمول کے خلاف ہو اپنے اندر اخباریت رکھتا ہے اور یقیناً لوگ اسے دلچسپی سے پڑھیں گے لیکن بعض معمولات بھی ایسے ہوتے ہیں جن کو لوگ جاننا چاہتے ہیں اور اگر ان کو ان معمولات کا علم نہ ہو تو ان کو تشویش لاحق ہو گی۔ آخر بعض معاملات میں لوگ یہ بھی تو جاننا چاہتے ہیں کہ All is well کہ سب حالات ٹھیک ٹھاک ہیں فکر کی کوئی بات نہیں۔ مثال کے طور پر سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہیں یہ امر حضور کے معمولات میں داخل ہے۔ یہ خطبہ ہفتہ عشرہ میں مرتب ہو کر چھپ جاتا ہے۔ اب وقتی طور پر صرف یہ اطلاع کہ حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا خبر کی مذکورہ بالا تعریف کی رو سے خبر نہیں کہلا سکتی لیکن الفضل کے قارئین جو ربوہ سے باہر رہتے ہیں یقیناً اس خبر کے بھی منتظر رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس معمول کا بھی انہیں علم ہوتا رہے۔ اگر کسی جمعہ کے متعلق انہیں یہ اطلاع نہ ملے کہ حضور نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا تو انہیں فکر لاحق ہو گا کہ نہ معلوم حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا یا نہیں کہیں اچانک طبیعت ناساز نہ ہو گئی ہو۔ اسی طرح دنیا کے اور بہت سے معمولات ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے متعلق لوگ جاننا چاہتے ہیں۔ اس لحاظ سے خبر کی یہ تعریف بھی نامکمل اور ادھوری ہے۔

پھر اس امر کو تو سب ماہرین نے تسلیم کیا ہے کہ ہر تعجب انگیز واقعہ یا امر خبر ہے۔ چنانچہ ایڈورڈ ڈبلیو باؤ نے لکھا ہے:۔

"News is anything that will make a woman say for heavens sake"

یعنی ہر وہ بات خبر ہے کہ جسے سن کر ایک عورت پکار اٹھے کہ الٰہی توبہ۔

اب اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر تعجب انگیز چیز خبر کے ذیل میں آتی ہے لیکن آجکل کی دنیا میں بے شمار چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے متعلق لوگ علم حاصل کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ان میں حیرت واستعجاب کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر صدر مملکت کسی نجی کام کے سلسلے میں لاہور آتے ہیں سو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ حکام سرکاری کاموں کے سلسلے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہی ہیں۔ لیکن ایک اہم شخصیت کا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا بھی خواہ وہ کسی نجی کام کے سلسلے میں ہی ہو لوگوں کے لئے اہمیت رکھتا ہے اور وہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان کا لیڈر یا قائد آج کس شہر میں ہے اور اس کی مصروفیات کیا ہیں۔ چنانچہ لیڈروں کے دوروں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جانے کے متعلق ہم خبریں پڑھتے ہی رہتے ہیں اور بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ اہم شخصیتوں کی ہر حرکت وسکون خبر کا درجہ رکھتی ہے اس میں حیرت یا استعجاب کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ہاں لوگوں کو ان سے لگاؤ ہوتا ہے اور وہ ان کی مصروفیات اور پروگرام کے متعلق بہرصورت علم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پس خبر کو اس تعریف میں ہی محصور سمجھنا کہ ہر وہ واقعہ یا امر خبر کہلاتا ہے کہ جس میں حیرت واستعجاب کا پہلو موجود ہو درست نہیں ہے اور خبر کی یہ تعریف بھی مکمل نہیں کہلا سکتی۔

انہی مشکلات سے دوچار ہونے کے باعث بعض ماہرین نے خبر کی ایک نئی تعریف وضع کی اور لکھا:۔

"News is such an account of such events as first rate newspaper man acting as such, finds satisfaction in writing and publishing it" (Gerald W.Johnson)

یعنی ''خبر ان واقعات کے بیان پر مشتمل ہوتی ہے جن کے متعلق ایک اعلیٰ درجہ کا اخبار نویس اس حیثیت سے اپنا فرض انجام دیتے ہوئے انہیں لکھنے اور شائع کرنے میں اطمینان محسوس کرتا ہے۔''

تعریف متعین کرنے میں عجز کا اظہار

یہ تعریف اپنی جگہ ایک بہت بڑی حقیقت پر مبنی ہونے کے باوجود خود اس امر کا اعتراف ہے کہ خبر کی کوئی ہمہ گیر تعریف ممکن نہیں ہے مذکورہ بالا تعریف کی رو سے ایک ماہر اخبار نویس کی تربیت یافتہ حس جس واقعہ کے متعلق یہ فیصلہ کر دے کہ یہ اپنے اندر اخباریت رکھتا ہے اور اسے پبلک تک ضرور پہنچانا چاہئے خبر کہلاتا ہے۔ پس خبر کا معیار۔ ماہر اخبار نویس کا تربیت یافتہ ذہن ٹھہرا نہ کہ کوئی مقررہ اصول یا ضابطہ۔ ظاہر ہے کہ یہ خبر کی تعریف نہیں کہلا سکتی۔ ہاں اس کو تعریف متعین کرنے میں عجز کا اظہار ضرور کہہ سکتے ہیں۔ بایں ہمہ خبر کی یہ تعریف صداقت پر مبنی ہے۔ ہر چند کہ ماہرین کے نزدیک بھی خبر کی تعریف کرنا مشکل ہے تاہم ایک ماہر اخبار نویس کے لئے روزمرہ کے واقعات میں سے خبریں الگ کر لینا کوئی مشکل امر نہیں ہوتا۔ وہ اپنے تربیت یافتہ ذہن کی مدد سے اپنے قارئین کے مزاج، فکری نہج اور جذبات واحساسات اور ان کے مخصوص قومی اور جماعتی حالات کے پیش نظر ایک ہی نظر میں ایسے واقعات کو بھانپ لیتا ہے کہ جن میں اخباریت کا عنصر موجود ہوتا ہے اور وہ مخصوص الفاظ کے سانچے میں ڈھال کر انہیں اپنے اخبار کی زینت بناتا اور اس میں ایک خاص اطمینان محسوس کرتا ہے۔ اسی لئے ماہرین نے اخبار نویس کو A Practical social psychologist یعنی عملاً سماجی نفسیات کا ماہر قرار دیا ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مجموعی لحاظ سے اپنے قارئین کی نفسیات کو خوب سمجھتا ہو اور یہ فیصلہ کرنے کی اہمیت رکھتا ہے کہ کونسا واقعہ

اس کے اپنے قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہو سکتا ہے۔

عوامی دلچسپی کا پہلو

بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ جب عوامی دلچسپی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے تو اخبار نویس کے تربیت یافتہ ذہن کی بجائے کیوں نہ عوامی دلچسپی کو خبروں کا معیار قرار دیا جائے اور کیوں نہ خبر کی یہ تعریف کی جائے کہ ہر وہ واقعہ یا امر جس میں عوامی دلچسپی کا پہلو موجود ہو خبر کہلاتا ہے۔ اس میں شک نہیں خبروں کے معاملے میں عوامی دلچسپی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے لیکن اسے کلیۃً خبروں کا معیار قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ بعض معاملات اور بعض واقعات بظاہر بہت معمولی ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ عام آدمیوں کو ان میں دلچسپی کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا۔ لیکن ایک اخبار نویس اپنے تربیت یافتہ ذہن کی مدد سے ان معمولی واقعات میں بھی دلچسپی کا کوئی نہ کوئی پہلو نکال لیتا ہے اور انہیں اس رنگ میں عوام کے سامنے پیش کرتا ہے کہ عوام ان میں دلچسپی لئے بغیر نہیں رہتے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ بھی جو ان واقعات سے براہ راست متعلق ہوتے ہیں جب انہیں اخبار میں پڑھتے ہیں تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور وہ بھی ان سے دوسروں کی طرح ہی محظوظ ہوتے ہیں۔ اب اگر عوامی دلچسپی کو خبروں کا معیار قرار دے لیا جائے اور اخبار نویس کے تربیت یافتہ ذہن کو چنداں اہمیت نہ دی جائے تو قطع نظر اس کے کہ عوامی دلچسپی کا معیار جلد جلد بدلتا رہتا ہے بہت سے ایسے واقعات جو بظاہر معمولی اور غیر اہم ہونے کے باوجود آجکل اخباروں میں جگہ پاتے ہیں اور دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں کبھی خبروں کے ذیل میں شمار نہیں ہو سکتے۔ اس طرح خبروں کے دائرہ کا محدود ہونا لازمی ہو جائے گا۔

بعض واضح اور روشن مثالیں

مثال کے طور پر میں بعض ایسے واقعات کو لیتا ہوں کہ جو دیکھنے میں انتہائی معمولی تھے اور ہرگز اس قابل نہ تھے کہ چند ایک لوگوں کے سوا عوام ان میں دلچسپی لیتے لیکن ایک ماہر اخبار نویس نے اپنے تربیت یافتہ ذہن کی مدد سے ان میں دلچسپی کے دبے ہوئے عنصر کو ابھار کر انہیں اعلیٰ درجہ کی خبروں میں تبدیل کر دیا اور جب وہ خبریں اخباروں میں چھپیں تو نہایت دلچسپی سے پڑھی گئیں اور قہوہ خانوں میں گفتگو کا موضوع بنی رہیں۔

پہلی مثال

ایک مرتبہ لندن میں ایسا ہوا کہ بلی کا ایک بچہ پھرتا پھراتا ایک ٹرام کار کے نچلے حصے کے ایک پائپ میں جا گھسا۔ اسی حال میں ٹرام کار چل پڑی۔ بلی کے بچے نے ٹرام کے چلنے پر وہیں بیٹھے بیٹھے میاؤں میاؤں شروع کردی۔ اس کی میاؤں میاؤں سے ڈرائیور بہت پریشان ہوا کہ آج انجن میں سے یہ کیا آواز آرہی ہے۔ اگلے سٹیشن پر اس نے انجن کا معائنہ کیا وہ بالکل درست حالت میں تھا۔ جونہی ٹرام کار آگے روانہ ہوئی تو پھر میاؤں میاؤں کی آواز آنی شروع ہوگئی۔ اس پر کچھ مسافر بھی چونکے ہوئے لیکن پھر باتوں میں مصروف ہوگئے اور کوئی توجہ نہ دی اگلے اسٹیشن پر ڈرائیور نے ایک دفعہ پھر انجن کا بغور معائنہ کیا۔ اس دوران میں بلی کا بچہ پھر بول پڑا۔ تب جا کر ڈرائیور کو پتہ لگا کہ کیا معاملہ ہے اور اس نے اس پائپ میں سے بلی کے بچے کو نکالا اور اطمینان سے آگے روانہ ہوا۔ اتفاق سے ایک اخبار نویس بھی ٹرام کار میں سوار تھا اور وہ ڈرائیور کی پریشانی محسوس کر رہا تھا۔ مسافر تو اس واقعہ پر ہنس کر خاموش ہو رہے لیکن اخبار نویس کے ذہن نے اس واقعہ سے ہی ایک دلچسپ خبر کا خاکہ تیار کر لیا۔ شام کو جب وہ اخبار کے دفتر میں پہنچا تو اس نے جاتے ہی ایک نہایت پُر لطف خبر بنائی اور اس پر سرخی یہ جمائی:۔

میاؤں میاؤں کی غیبی آواز۔ ٹرام کار کا ڈرائیور اچنبھے میں پڑ گیا

دوسرے دن جب یہ خبر اخباروں میں چھپی تو لوگوں نے اسے بڑی دلچسپی سے پڑھا اور انہوں نے اسے زندگی کا ایک لطیف حادثہ قرار دیا۔

دوسری مثال

اسی طرح سینٹ جارج چیپل یعنی گرجا میں ایک دن پادری وعظ کہہ رہا تھا اور سامعین ہمہ تن گوش بنے اس کی روحانی باتیں سن رہے تھے۔ اگلی قطار کے ایک ڈیسک پر ایک بچہ بیٹھا ڈیسک کے اگلے حصہ سے جو پیتل کے دو قبضوں کے ساتھ ڈیسک میں جڑا ہوا تھا اور اوپر نیچے حرکت کر سکتا تھا کھیل رہا تھا۔ اچانک اس کے ہاتھ کی ایک انگلی قبضہ میں پھنس گئی اور اس طرح پھنسی کہ اس قبضہ کی گرفت سے انگلی کا نکلنا مشکل ہوگیا۔ بچہ درد کی وجہ سے رونے لگا۔ اس کی آواز سے وعظ میں قدرے خلل واقع ہوا۔ ایک آدمی نے جلدی سے جیب سے پیچ کس نکالا اور قبضہ کے پیچ کھول کر اسے ڈیسک سے علیحدہ کر لیا اور فوراً بچے کو باہر لے گیا اور وہاں جا کر قبضہ کی گرفت سے اس کی انگلی چھڑالی۔ یہ سب کچھ چند منٹ میں ہوگیا۔ پادری کا وعظ جاری رہا لوگ اسی طرح محو سماعت رہے اور لوگوں کے چہروں پر بچے کی چیخ و پکار پر ناک بھوں چڑھنے کے سوا کوئی تاثر ظاہر نہ ہوا۔ دوسرے دن صبح ایک خبار کے صفحہ اول پر لوگ یہ سرخیاں دیکھ کر یکدم متعجب ہوگئے۔

سینٹ جارج چیپل میں حادثہ۔ وعظ کے دوران ایک نوعمر بچہ شکنجے میں

اخبار نے اس واقعہ کو ایسے دلچسپ انداز میں لکھا کہ لوگ اس سے محظوظ ہوئے بغیر نہ رہے۔ پھر اس میں یہ طنز بھی تھا کہ چھوٹے بچوں کو آگے بٹھانا کتنا معیوب ہے۔

تیسری مثال

اسی طرح امریکہ کے اخبار ''بالٹی مور ایوننگ سن'' کا رپورٹر ہنری ہائیڈ ایک دن صبح گھر سے دفتر کی طرف روانہ ہوا۔ گزشتہ چند روز کی شدید سردی کے بعد اس دن موسم غیر معمولی طور پر خوشگوار تھا۔ دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی اور لوگ خوب ہنسی خوشی اپنے اپنے کام پر جا رہے تھے۔ ہنری ہائیڈ اس سوچ میں غرق کہ آج کہاں سے کوئی خبر حاصل کرے آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا اچانک اس نے نگاہ اٹھائی اور سڑک پر چلنے والوں کو غور سے دیکھا اور پھر خود اپنے لباس پر نگاہ ڈالی اور ایک گہری سوچ میں پڑ گیا۔ دفتر پہنچنے تک اس کے ذہن میں ایک نہایت دلچسپ خبر تیار ہو چکی تھی۔ راستے میں ہزاروں آدمی آجا رہے تھے اور انہوں نے بھی وہی کچھ دیکھا جو ہنری ہائیڈ کو نظر آیا لیکن ہنری ہائیڈ اس نظارے میں سے دلچسپی کا وہ عنصر اخذ کر چکا تھا جو دوسرے لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہ آیا تھا۔ اس نے دفتر جا کر جو خبر لکھی وہ اس موسم کی بہترین خبر قرار پائی اور لوگوں نے اسے اس قدر دلچسپی کے ساتھ پڑھا کہ کئی دن تک اس کا تذکرہ ہوتا رہا۔ اس کی خبر کی سرخیاں کچھ اس مفہوم کی حامل تھیں:۔

''جاڑے کی رحلت کے بعد موسم بہار کا جنم۔ لوگوں کے لباس نے شہر کی ہیئت بدل ڈالی''

چوتھی مثال

اسی طرح یورپ کے ایک شہر کا واقعہ ہے کہ ایک شخص کی بیوی ہسپتال میں داخل تھی وہ اس سے ملنے کے لئے ہسپتال گیا جس وارڈ میں اسے جانا تھا وہ تیسری منزل پر واقع تھا۔ اس نے مناسب سمجھا کہ سیڑھیاں چڑھنے کی بجائے لفٹ کے ذریعہ اوپر چلا جائے۔ لیکن اتفاق سے لفٹ چلانے والا اپنی ڈیوٹی پر موجود نہ تھا۔ اس نے انتظار کیا لیکن لفٹ والا پھر بھی نہ آیا۔ آخر اس نے خود لفٹ کو چلانے کا فیصلہ کر لیا۔ جونہی وہ لفٹ میں داخل ہوا ایک نرس دوڑتی ہوئی آئی اور یہ کہتے ہوئے لفٹ میں آگھسی کہ مجھے تیسری منزل پر جانا ہے۔ آدمی نے بٹن دبایا لفٹ اوپر اٹھنی شروع ہوئی۔ لیکن لفٹ ابھی درمیان میں ہی تھی کہ بجلی یکدم فیل ہوگئی۔ قریباً ایک منٹ کے بعد ہی بجلی کی رو عود کر آئی اور وہ دونوں اوپر پہنچ گئے۔ لفٹ سے باہر نکلتے ہوئے نرس نے کہا۔ خدا کا شکر ہے کہ بجلی کی رو جلد واپس آگئی مجھے تو ڈر تھا کہ کہیں معاملہ پر کیس قائم نہ ہو جائے۔ آدمی یہ سن کر ہنسا اور کہنے لگا میری بیوی بھی بڑی وہمن ہے اگر اور پندرہ بیس منٹ بجلی نہ آتی اور یہ خبر اس تک پہنچ جاتی تو وہ تو مجھ سے قطع تعلق کر لیتی۔ بات آئی گئی ہوئی اور دونوں اپنے اپنے کام پر چل دیئے۔ یہ واقعہ جب ایک اخبار نویس نے سنا تو اس نے اس کی تصدیق کرنے کے بعد نہایت پُر لطف خبر بنائی اور لوگ اس خبر کو پڑھ کر دوہرے ہوگئے۔ خبر کا عنوان تھا۔

''بجلی فیل ہونے سے نکاح ٹوٹنے اور نوکری چھوٹنے کا خطرہ''

اس خبر کے ضمن میں یہ بات قابل غور ہے کہ اصل واقعہ اپنی ذات میں بہت معمولی ہے لیکن اس کے عنوان میں حیرت واستعجاب کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ بایں ہمہ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ واقعہ اس عنوان کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ جو چیز واقعہ میں بظاہر مفقود تھی۔ اخبار نویس نے اسے عنوان میں سمو کر واقعہ کو از حد دلچسپ بنا دیا۔

پانچویں مثال

اور یہ خبر تو آپ نے بھی کچھ ماہ قبل نوائے وقت میں پڑھی ہوگی کہ مقبوضہ کشمیر کی بخشی حکومت نے حکومت ہند سے درخواست کی تھی کہ انبالہ چھاؤنی میں جو کشمیری مزدور کام کرتے ہیں۔ ان کی سہولت کے لئے وہاں گوشت کی ایک دکان کھولنے کی اجازت دے دی جائے۔ حکومت ہند نے غالباً ہندوؤں کی مخالفت کے ڈر سے دکان کھولنے کی اجازت نہ دی اور معذرت کر دی۔ خبر اتنی ہی تھی کہ کشمیری مزدوروں کو انبالہ چھاؤنی میں گوشت کی دکان کھولنے کی اجازت نہیں مل سکی۔ اس میں بے شک خبریت موجود تھی۔ لیکن اخبار نے اس پر اپنی طرف سے ایک نہایت دلچسپ سرخی لگا کر اس کی اہمیت اور اس کی دلچسپی میں اس قدر اضافہ کر دیا کہ شاید ہی کوئی شخص اس کو پڑھے بغیر رہا ہو۔ خبر کا عنوان تھا۔

''قدر ایاز''

اس دو لفظی عنوان میں جو طنز کیا گیا ہے اس سے مسئلہ کشمیر کا تمام پس منظر ہندوستان کا بالجبر قبضہ مسلم قوم سے بخشی غلام محمد کی غداری اور اس کے صلہ میں نہرو حکومت کی سرد مہری سب کچھ ذہن میں آجاتا ہے۔ حالانکہ خبر کے متن میں ان میں سے کسی ایک بات کا بھی ذکر نہ تھا۔ اگر سرخی صرف یہ ہوتی کہ ''گوشت کی دکان کھولنے کی اجازت نہیں ملی'' تو بہت سے قارئین اسے ایک جگہ کا مقامی معاملہ سمجھ کر نظر انداز کر جاتے اور اس کو چنداں اہمیت نہ دیتے لیکن ایک ماہر اخبار نویس کے تربیت یافتہ ذہن کی اپج نے دو لفظوں میں دوسروں کو وہ کچھ ذہن نشین کرا دیا جو شاید ایک غیر ماہر کی قلم سے نکلا ہوا طویل مضمون بھی ذہن نشین نہ کرا سکتا۔

یقیناً اس خبر کو اور اس کے عنوان کو پڑھنے کے بعد بہت سے قارئین گہری سوچ میں پڑ گئے ہوں گے اور کشمیر کے معاملے میں ہندوستانی حکومت کی تمام زیادتیاں اور ہٹ دھرمیاں ایک ایک کر کے ان کی نگاہ کے سامنے آگئی ہوں گی اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی بے بسی اور بے کسی کا دردانگیز نقشہ کھنچ گیا ہوگا۔ میرے خیال میں اس خبر کو اخبار نے جس انداز سے شائع کیا اسے فن صحافت کا ایک عمدہ نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

چھٹی مثال

دور جانے کی ضرورت نہیں 28 فروری 1957ء کے ہی نوائے وقت میں ایک عنوان آپ کی نظر سے گزرا ہوگا۔ایک چھوٹی سی خبر کا چھوٹا سا عنوان یہ تھا:۔

”کچہری میں بندوق چل گئی“

اطمینان رکھئے۔کچہری کی حدود میں کوئی دنگا فساد نہیں ہوا۔کسی نے کسی کی جان نہیں لی۔آدمی تو آدمی کوئی چڑیا کا بچہ بھی نہیں مرا۔قصہ صرف اتنا ہے کہ ایک شخص بندوق لے کر لائسنس کی تجدید کے لئے کچہری گیا۔وہ ایک عرضی نویس سے درخواست تحریر کرا رہا تھا۔عرضی نویس کا بھائی بندوق ہاتھ میں لے کر اسے دیکھنے لگا۔اس معائنے کے دوران ہی گھوڑے پر ہاتھ جالگا۔لیجئے فائر ہوگیا۔دھوا ں ختم ہوا تو پتہ چلا کہ ”خیر میر“ ہے سب لوگ جی جان سے سلامت ہیں۔البتہ اتنا ضرور ہوا کہ عرضی نویس کے بھائی جان حراست میں لے لئے گئے اوران کے خلاف ایک عدد رپورٹ درج رجسٹر ہوگئی۔ایک آدمی کی نگاہ میں یہ واقعہ خبر اس وقت کہلاتا جب بندوق کی گولی کسی کے سینے میں اتر جاتی یا اور کچھ نہیں تو ایک آدھ کی ٹانگ ہی زخمی ہو جاتی۔لیکن دیکھئے ایک اخبارنویس نے اس معمولی سے واقعہ کو ایک چمکدار اور شوخ عنوان کے دلچسپ اور جاذب توجہ بنا دیا۔اس عنوان میں ”کچہری“ کا لفظ عنوان ہی نہیں بلکہ خبر کی جان ہے۔

واقعات کی اخباری حیثیت اوراس کا تعین

ان مثالوں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اگرچہ خبروں کے اعتبار سے عوامی دلچسپی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے لیکن واقعات کو خبر کی حیثیت سے پرکھنے میں کلی طور پر عوامی دلچسپی پر حصر نہیں کیا جاسکتا۔کیونکہ بعض ایسے غیر اہم اور معمولی واقعات جو اس تعریف کی رو سے خبر کے ذیل میں نہیں آتے اخبارات میں جگہ پا سکتے ہیں اور ایک ماہر اخبارنویس مصنوعی طور پر یا تو ان میں عوامی دلچسپی کا پہلو داخل کر دیتا ہے۔یا اگر وہ پہلو دبا ہوا ہو تو اس کو اس رنگ میں پیش کر سکتا ہے کہ جس سے وہ پہلو ابھر کر عوام کو اس غیر اہم بات کی طرف بھی متوجہ کر سکے اور پھر انہیں یہ احساس بھی نہ ہونے دے کہ انہیں خواہ مخواہ ایک غیر اہم بات پڑھنے پر مجبور کیا گیا ہے۔

پس خبر کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ جن واقعات پر یا امور پر مشتمل ہو وہ ضرور ہی غیر معمولی نوعیت کے ہوں یا فی ذاتہٖ حیرت واستعجاب کو ابھارنے والے ہوں یا عوامی دلچسپی کا عنصر ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہو۔یہ سب باتیں جن واقعات میں فی ذاتہٖ موجود ہوں گی وہ ضرور خبر کہلائیں گے۔لیکن جن میں یہ باتیں موجود نہ بھی ہوں خاص حالات اور خاص اوقات میں یا خاص اثرات کے ماتحت وہ بھی خبر کہلا سکتے ہیں۔ان خاص حالات یا خاص اوقات یا خاص اثرات کی نبض پر ہاتھ رکھنا اخبارنویس کا کام ہے۔وہ خبر کی لفظی تعریف سے بے نیاز ہوتے ہوئے نبض پہچاننے کی صلاحیت کو کام میں لاتا ہے اور اس کی مدد سے بآسانی پتہ لگا لیتا ہے کہ کوئی واقعہ ان حالات اور ان اوقات میں یا ان ان اثرات کے ماتحت خبر کہلا سکتا ہے یا نہیں۔اسی لئے ماہرین کا کہنا ہے کہ خبر کا جامہ پہننے سے قبل کسی واقعہ کی اخباری حیثیت کا اندازہ محض خبر کی لفظی تعریفوں کی روشنی میں نہیں لگایا جا سکتا۔یہ صلاحیت صرف اور صرف تجربہ سے حاصل ہوتی ہے۔اس کا تعلق ہر اخبارنویس کی ذاتی مشق، دلی لگاؤ اور شغف سے ہوتا ہے۔چنانچہ فن صحافت کے مشہور برطانوی ماہر مسٹر ایف۔جے۔میز فیلڈ لکھتے ہیں:۔

”خبر کی یہ تعریفیں (جو ماہرین نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق کی ہیں) اس سوال کا کہ خبر کس کو کہتے ہیں؟ حقیقی جواب نہیں ہیں یہ تو ایک طرح سے عجز کا اظہار ہیں۔ان میں سے ہر ایک کی تان بالآخر فہم و ادراک اور تجزیہ پر آ کر ٹوٹتی ہے۔اصل جواب مشق اور تجربہ کے میدان میں دریافت کیا جاتا ہے۔جو اخبارات عملاً اس کا حقیقی جواب دریافت کر لیتے ہیں وہ کامیاب ہوجاتے ہیں اور جو دریافت نہیں کر پاتے انہیں چاروناچار ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔پھر یہ بھی یاد رہے کہ اخبارات کی جتنی قسمیں ہیں اس سوال کے اتنے ہی مختلف النوع جواب ہوں گے۔“

(The Complete Journalist p.43)

بہرحال یہ واضح ہے کہ خبروں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔زندگی کا ہر واقعہ خواہ وہ بظاہر کتنا ہی معمولی اور غیر اہم کیوں نہ ہو بعض اثرات یا عوامل کے تحت خبر کے ذیل میں آ سکتا ہے اور خبروں کے دائرے کی اسی وسعت کے پیش نظر خبر کی کوئی حتمی اور اٹل تعریف متعین کرنا ممکن نہیں ہے۔اس کے ساتھ ہی یہ امر واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ ماہرین کی وضع کردہ تعریفیں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔انہیں ہم غلط نہیں کہہ سکتے۔ہاں یہ کہا جاسکتا ہے۔کہ وہ ناکافی اور نامکمل ہیں۔

منہ بولتی خبریں

ہم نے ابھی خبروں کی جن تعریفوں پر غور کیا ہے ان میں واقعات کی غیر معمولی نوعیت و استعجاب اور عوامی دلچسپی کے عناصر پر زور دیا گیا ہے۔یقیناً یہ تمام عناصر خبروں کی جان ہیں۔جن واقعات میں یہ عناصر یا ان میں سے کوئی ایک موجود ہوگا۔وہ یقیناً خبروں کے ذیل میں آئیں گے چنانچہ بعض ایسے غیر معمولی واقعات ہوتے ہیں جن میں یہ عناصر بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں اور اسی بناء پر انہیں بہترین خبریں قرار دیا جاتا ہے۔ان میں غیر معمولی نوعیت، حیرت واستعجاب اور عوامی دلچسپی کے عناصر اس قدر نمایاں ہوتے ہیں کہ اخبارنویس ہی نہیں بلکہ دوسرے لوگ بھی ان کے متعلق یہ فتویٰ صادر کر سکتے ہیں کہ یہ واقعات منہ بولتی خبریں ہیں۔مثلاً جنگوں کا چھڑنا، حکومتوں کا تختہ الٹنے کی سازشیں، بڑے لوگوں کا قتل، زلزلے، ہلاکت خیز طوفان، ایجادات، دریافتیں، اہم شخصیتوں کے استعفے، ریلوں، ہوائی جہازوں اور مواصلات کے دوسرے مہیب حادثات وغیرہ۔یہ سب واقعات اپنی نوعیت کے لحاظ سے بے انتہاء اہمیت کے حامل ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کی اخباری حیثیت سے عوام بھی اسی طرح باخبر ہوتے ہیں جس طرح ایک اخبار نویس یہی واقعات ہیں جو خبر کی لفظی تعریفوں پر کانٹے کی تول پورے اترتے ہیں۔

خبروں میں ریاضی کا عمل

ان غیر معمولی واقعات کے علاوہ روزمرہ کی زندگی سے تعلق رکھنے والے بعض چھوٹے چھوٹے واقعات میں بھی حیرت واستعجاب یا دلچسپی کا پہلو ہوتا ہے لیکن اسے دریافت کرنے کے لئے خبریں تلاش کرنے کی حس اور اس سے کام لینے کی صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔نوآموز صحافیوں میں اس حس کی تربیت کے لئے ماہرین نے جہاں اور بہت سے طریقے ایجاد کئے ہیں وہاں ریاضی یا حساب سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔اس طریقے کو "Arithmatic News" کہا جاتا ہے۔یعنی خبروں میں ریاضی کا عمل۔چنانچہ جمع اور منفی کی علامتوں کی مدد سے کسی واقعہ کی اخباری حیثیت کو اس طرح ظاہر کیا جاسکتا ہے:۔

ایک خزانچی+ایک بیوی+چار بچے=لاخبر
یعنی کوئی خبر نہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ اطلاع کہ بنک کا ایک خزانچی، ایک بیوی کا خاوند اور چار بچوں کا باپ ہے۔اپنے اندر قطعاً کوئی اخباریت نہیں رکھتا۔ہاں اگر واقعہ یوں ہو تو اس کی اخباری حیثیت یکدم نمایاں ہوجاتی ہے۔

ایک خزانچی+ ایک بازاری عورت۔ چار ہزار روپے=خبر

اس میں جمع کی علامت اس خزانچی کی بدچلنی کو ظاہر کر رہی ہے اور پتہ دے رہی ہے کہ اس خزانچی کا تعلق ایک بازاری عورت سے ہے اور منفی کی علامت نے تو سارا بھانڈا ہی پھوڑ دیا ہے۔منفی چار ہزار روپے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس خزانچی نے گل چھرّے اپنی جیب سے نہیں بلکہ بنک کا روپیہ ناجائز طور پر اپنے مصرف میں لا کر اڑائے ہیں۔سرکاری روپیہ کا غبن اور پھر اس روپے سے عیاشی اس میں اخباریت ہے۔لوگوں کے لئے دلچسپی کا سامان ہے حسب ذیل صحافتی equations پر غور کیجئے۔آپ کو صاف نظر آ جائے گا کہ جمع اور منفی کی علامتوں کی مدد سے ان واقعات میں اخباریت کا ہونا کیسی صفائی سے ظاہر ہوتا ہے۔

ایک معمولی آدمی+ایک معمولی کارنامہ=
کوئی خبر نہیں

ایک معمولی آدمی+ایک غیر معمولی کارنامہ یا مہم=
یقیناً خبر ہے۔

ایک خاوند+ایک بیوی+الفت و محبت=
کوئی خبر نہیں۔

ایک خاوند+ایک بیوی۔الفت+عدالتی مقدمہ=
یقیناً خبر ہے۔

میں ان صحافتی equations پر ہی آج کا مقالہ ختم کرتا ہوں۔آپ ان کی مدد سے خیالی طور پر از خود نئی equations بنا کر روزمرہ کے واقعات پر صحافتی equations کے اصول کو چسپاں کر کے واقعات میں خبریت کے عنصر کو تلاش کر سکتے ہیں اور اس طرح عوامی دلچسپی کے نئے نئے پہلوؤں سے حظ اٹھا سکتے ہیں۔

(الفرقان مئی 1957ء)

بقیہ صفحہ 3 ذکرِ خیر

طاہرہ:۔محبت، ایثار، شفقت، خوش اخلاقی، ذہانت، ہمدردی، غریب پروری، مسکراہٹ، متانت، زندہ دِلی، حق گوئی، مزاح، دینداری کی بہترین مثال تھیں، وہ اس فانی زندگی کو الوداع کہہ کر جنت الفردوس میں سکونت پذیر ہوگئیں۔خداوندکریم انہیں ارفع واعلیٰ مقام سے نوازے گا۔ میرا بھائی ناصر غیر معمولی خوبیوں کا حامل ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ایسی لاجواب بیوی عطا فرمائی تھی میری عاجزانہ دعا ہے۔

خدا کرے کہ وہ دل کا قرار بن کے رہے
درونِ گلشنِ جنت بہار بن کے رہے

آمین ثم آمین

تغیر دیکھ کر بیعت

ڈاکٹر علی اظفر صاحب اور ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر کم عمری میں ہی بغرض ملازمت مشرقی افریقہ تشریف لے گئے جہاں حضرت ڈاکٹر رحمت علی صاحب (جو حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب کے سگے بھائی اور حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کے بہنوئی تھے) پہلے سے ملازم تھے۔آپ کو بہت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔اور پبلک میں نیک اور پاک اور عابد یقین کئے جاتے تھے۔ڈاکٹر علی اظفر صاحب چند یوم میں ہی ان سے ایسے مانوس اور متاثر ہوئے کہ احمدیت کی صداقت پر یقین ہوگیا۔مکرم ڈاکٹر فیض علی صاحب بتایا کرتے تھے کہ ”ہم دونوں بھائی ایک دوسرے سے کچھ فاصلہ پر کام کرتے تھے۔میں ان دنوں خوب فیشن ایبل تھا اور دین کی طرف کم ہی دھیان تھا **رخصت لے کر بڑے بھائی صاحب کو ملنے آیا تو انہیں دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ان کے اندر نمایاں تبدیلی پیدا ہو چکی تھی۔خوبصورت چہرہ پر ایک چھوٹی سی داڑھی عجب بہار دکھا رہی تھی اور نماز وعبادت سے شغف بڑھ گیا تھا۔** مجھے بتایا گیا کہ آپ مکرم ڈاکٹر رحمت علی صاحب کی دعوت الی اللہ سے احمدی ہو چکے ہیں۔میں چونکہ اپنے بھائی کا بہت احترام کرتا تھا۔اس لئے ان میں یہ تغیر دیکھ کر میں نے بھی بیعت کا خط لکھ دیا۔پھر قادیان آ کر دستی بیعت بھی کی“۔(تاریخ احمدیت جلد 18 ص 201)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

درخواست دعا

مکرم شوکت محمود صاحب صدر حلقہ دہلی دروازہ لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ محترمہ سعیدہ شوکت صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محترم ذکاء اللہ قریشی صاحب گلاسگو، یوکے بیمار ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب مرحوم دل کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرمہ حمیدہ مجید صاحبہ بیت التوحید لاہور کے بازو میں شدید درد ہے۔ شیخ زاید ہسپتال میں زیر علاج ہیں ریڑھ کی ہڈی کے مہروں میں بھی تکلیف ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

محترم عبدالمجید صاحب بیت التوحید لاہور کے گھٹنوں اور پاؤں میں سوجن اور درد رہتا ہے موٹر سائیکل سے گرنے کی وجہ سے چوٹیں بھی آئی ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم ڈاکٹر کیپٹن یحییٰ سعود صاحب کے والد محترم پروفیسر شیخ عبدالماجد صاحب بیمار ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم عزیز احمد صاحب ولد مکرم صوفی احمد یار صاحب نصیر آباد غالب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ گزشتہ چھ ماہ سے بیمار ہیں۔ گردے کے آپریشن کے بعد کینسر ہو چکا ہے خاطر خواہ آرام نہیں آرہا اور کمزوری کی وجہ سے خود سے اٹھ بیٹھ بھی نہیں سکتیں احباب کرام سے والدہ محترمہ کے لئے درخواست دعا ہے کہ مولا کریم محض اپنے فضل سے معجزانہ شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اوران کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین

مکرم شیخ بشیر احمد صاحب اوکاڑہ حال لندن کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں احباب سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم سید عبدالمالک ظفر صاحب صدر محلّہ دارالشکر ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی دائیں آنکھ میں موتیا کا آپریشن مورخہ 24/اکتوبر 2009ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں متوقع ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپریشن کامیاب کرے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے بچائے۔ آمین

مکرم ناصر احمد صاحب سابق کارکن روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم منور احمد قمر صاحب جرمنی پیٹ میں السر کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں کامل شفاء یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

مکرم عبدالمنان صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور پھیپھڑوں کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ بشریٰ رفیق صاحبہ بابت ترکہ مکرم سردار رفیق احمد صاحب)

مکرمہ بشریٰ رفیق صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند محترم سردار رفیق احمد صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 18/6 دارالصدر برقبہ 2 کنال میں سے 5 مرلے اور 714 مربع فٹ منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ حصہ میرے نام منتقل کر دیا جائے۔ دیگر ورثاء کو اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرمہ بشریٰ رفیق صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرم سردار مشہود احمد صاحب (بیٹا)
3۔ مکرمہ مظفرہ ارم صاحبہ (بیٹی)
4۔ مکرمہ منیرہ کرن صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

☆......☆......☆

اوقات کار آجکل
صبح 9:30 بجے تا 2:00 بجے دوپہر
شام 5:30 بجے تا 9:00 بجے رات
بھٹی ہومیو پیتھک کلینک رحمت بازار ربوہ
فون: 0333-6568240

واقفین نو متوجہ ہوں

براہ مہربانی مندرجہ ذیل واقفین نو وکالت وقف نو سے رابطہ فرمائیں۔

نمبرشمار	حوالہ نمبر	نام	ولدیت
1	8802A	کامران احمد	مکرم مبارک احمد صاحب
2	6395A	نرگس شاہین	مکرم نذیر احمد خان صاحب
3	7753A	رضا محمود	مکرم سید محمود ضیاء صاحب
4	4971A	بلال احمد قمر احمد	مکرم حفیظ اللہ صاحب
5	2991A	مسعود احمد سائرہ احمد	مکرم منور احمد صاحب
6	3694A	بصیرت احمد	مکرم برکت احمد صاحب
7	2665A	توصیف مصور	مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب
8	2408A	رضوان احمد خان	مکرم عنایت اللہ خان صاحب
9	1708A	انیسہ ثمن	مکرم فضل الٰہی چیمہ صاحب
10	636A	عقیل احمد	مکرم منیر احمد صاحب
11	1207A	خرم احمد	مکرم مبارک احمد صاحب
12	1241A	محمد طلحہ	مکرم منیر احمد ظہور صاحب
13	1722A	عمر احمد	مکرم مشتاق احمد صاحب
14	1802A	مبشر احمد	مکرم محمد اسلم صاحب
15	1805A	منور احمد شمس	مکرم داؤد احمد چوہدری صاحب
16	2243A	عدنان احمد	مکرم غلام حیدر صاحب مرحوم
17	2822A	تیمور احمد حارث	مکرم بشیر الدین صاحب
18	3713A	نذہت بشیر	مکرم ضیاء اللہ رانا صاحب
19	7478A	عالیہ انور	مکرم حاجی محمد انور صاحب
20	7383A	وہاب السید نعیم	مکرم نعیم الدین لودھی صاحب
21	7017A	ریحان منصور	مکرم منصور احمد صاحب
22	7012A	فیضان احمد ظفر	مکرم ظفر احمد صاحب
23	7011A	محمد یحییٰ وقاص	مکرم محمد صدیق صاحب
24	6448A	سعد احمد ناصر	مکرم محمد ابراہیم ناصر صاحب
25	6322A	باسل احمد	مکرم اعجاز احمد ملک صاحب
26	4493A	فراز احمد	مکرم احمد علی قمر صاحب
27	4259A	محمد ذوالقرنین	مکرم اعجاز احمد صاحب
28	492A	یحییٰ مبارک	مکرم مبارک احمد اعوان صاحب
29	633A	عمیرہ سرور	مکرم غلام سرور صاحب
30	634A	محمد جمیل	مکرم محمد افضل صاحب
31	1948A	یاسر احمد	مکرم محمد اسماعیل صاحب
32	2107A	شاکرہ	مکرم دین محمد صاحب
33	3215A	سلمان احمد	مکرم ظفر محمود صاحب
34	6988A	محمد شعیب اکبر	مکرم محمد اشرف خالد صاحب
35	8372A	نعمان احمد	مکرم مرزا محمد ادریس صاحب
36	13065A	سمیر امۃ الرؤف	مکرم مقبول احمد صاحب
37	2588B	امینہ نورین	مکرم محمد نصیب صاحب
38	2048B	عاصم احمد	مکرم خالد حفیظ صاحب
39	2868B	فارعہ صادق	مکرم محمد صادق صاحب
40	9951A	طاہر احمد	مکرم منیر احمد صاحب
41	2293B	نیرہ ظفر	مکرم منیر احمد ظفر صاحب
42	77B	محمد غالب احمد	مکرم محمد یونس چوہدری صاحب
43	2186B	صبیحہ فرحت	مکرم ناصر محمود طارق صاحب

(وکیل وقف نو)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

22/ اکتوبر 2009ء

12-10 am	درس حدیث
12-20 am	عربی سروس
1-25 am	لقاءمع العرب
2-25 am	ایم۔ٹی۔اے بین الاقوامی خبریں
2-55 am	گلشن وقف نو
4-00 am	جلسہ سالانہ جرمنی 2004ء
5-10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 9نومبر 1984ء
6-20 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
6-40 am	تلاوت، درس حدیث
7-05 am	لقاءمع العرب
8-10 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
8-30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 9نومبر 1984ء
10-00 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
10-45 am	جلسہ سالانہ جرمنی
12-00 pm	تلاوت، درس ملفوظات
12-40 pm	چلڈرنز کلاس
2-05 pm	فیتھ میٹرز
3-10 pm	انگریزی ملاقات
4-10 pm	انڈونیشین سروس
5-25 pm	پشتو سروس
6-15 pm	تلاوت، درس ملفوظات
7-15 pm	یسرنا القرآن
7-35 pm	بنگلہ سروس
8-40 pm	ترجمۃ القرآن
9-55 pm	تقریر جلسہ سالانہ
10-55 pm	یسرنا القرآن
11-20 pm	انگریزی ملاقات پروگرام

23/ اکتوبر 2009ء

12-35 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
1-00 am	عربی سروس
3-00 am	فیتھ میٹرز
4-05 am	ترجمۃ القرآن
4-20 am	تقریر جلسہ سالانہ
6-00 am	ایم ٹی اے عالمی خبریں، درس ملفوظات
6-15 am	تلاوت
6-20 am	یسرنا القرآن
6-40 am	ایم۔ٹی۔اے بین الاقوامی خبریں
7-10 am	لقاءمع العرب
8-15 am	درس ملفوظات، خبریں
8-40 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
9-00 am	ترجمۃ القرآن
10-05 am	جلسہ سالانہ جرمنی 2004ء
11-10 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
12-05 pm	تلاوت، درس حدیث
1-00 pm	گلشن وقف نو
2-10 pm	سرائیکی سروس
2-30 pm	سوال وجواب
3-45 pm	انڈونیشین
4-40 pm	سیرت صحابہ رسول ﷺ
6-00 pm	خطبہ جمعہ براہ راست
7-15 pm	تلاوت، درس حدیث، خبریں
8-10 pm	بنگلہ پروگرام
9-15 pm	سیرت صحابہ رسول ﷺ
10-05 pm	خطبہ جمعہ 23/ اکتوبر 2009ء
11-20 pm	بیت الفتوح کے بارے پروگرام

24/ اکتوبر 2009ء

12-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
12-30 am	عربی سروس
2-35 am	ایم۔ٹی۔اے بین الاقوامی خبریں
3-10 am	خطبہ جمعہ 23/ اکتوبر 2009ء
4-20 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
4-45 am	سوال وجواب
6-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
6-20 am	تلاوت، درس حدیث، خبریں
7-25 am	فرنچ پروگرام
7-50 am	لقاءمع العرب
8-55 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
9-10 am	خطبہ جمعہ 23/ اکتوبر 2009ء
10-25 am	راہ ھدیٰ
12-00 pm	تلاوت، درس حدیث، خبریں
1-00 pm	گلشن وقف نو
2-00 pm	سوال وجواب
3-00 pm	خطبہ جمعہ 23/ اکتوبر 2009ء
4-00 pm	انڈونیشین سروس
5-00 pm	مگرمچھوں کا پارک
5-25 pm	رفقائے احمد
6-00 pm	تلاوت
6-15 pm	یسرنا القرآن
6-50 pm	بنگلہ سروس
7-50 pm	انتخاب سخن
8-55 pm	گلشن وقف نو
9-50 pm	راہ ھدیٰ
11-30 pm	یسرنا القرآن

لندن میں آمین کی دو تقاریب

۞ مورخہ 11 اور مورخہ 17/ اکتوبر 2009ء کو بیت الفضل لندن میں دو تقاریب آمین منعقد ہوئیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں سے قرآن کریم سنا اور دعا کروائی۔ 11/ اکتوبر کی تقریب آمین میں شامل ہونے والے بچوں کے اسماء درج ذیل ہیں۔

ہاشم ملک لندن، فرحان احمد لندن، جاذب احمد لندن، اسامہ شایان گل لندن، شازب احمد آصف لندن، فرحان احمد چغتائی لندن، مشہود احمد لندن، صبا دبیر احمد لندن، شعیب مجیب لندن، مقرب احمد لندن، خولہ سعید لندن، حرا احمد لندن، مناہل رانا سلاؤ، تمثیلہ خرم لندن، فیروزہ مریم محمود لندن، سبینہ عباس باجوہ لندن، غبطہ نورین احسن سکنتھورپ، عیشہ نورین احسن سکنتھورپ، عائذہ محمود لندن، انوش احمد لندن، سکان اعوان لندن۔

17/ اکتوبر کی تقریب آمین میں شامل ہونے والے بچوں کے اسماء یہ ہیں:۔

فاران باسط لندن، حمزہ مشہود احمد لندن، سدید احمد عابد لندن، نائل طارق لندن، تمثیل احمد لندن، شیراز احمد بریڈفورڈ، مدثر محمود لندن، شرجیل ملک لندن، درشہوار کلیم لندن، فارعہ مبشرہ لندن، عطیۃ الحی شہزاد لندن، شمائلہ داؤد لندن، قدسیہ بھٹی لندن، زرینہ لطیف لندن اور سمرن شمس جرمنی۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام بچوں کے لئے یہ سعادت ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ان کے سینہ کو نور قرآن سے منور فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم پروفیسر عبدالباسط صاحب گورنمنٹ ٹی آئی کالج ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم عبدالماجد خاں امجد صاحب سابق امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خان گردوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں اور ملتان سٹی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ آپریشنز اور ڈائلیسز کا خاطر خواہ اور حوصلہ افزا نتیجہ نہیں نکل رہا۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو محض اپنے فضل سے معجزانہ شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 21۔اکتوبر

طلوع فجر	5:49
طلوع آفتاب	7:13
زوال آفتاب	12:53
غروب آفتاب	6:32

تقریب یوم سفید چھڑی

۞ مکرم حافظ محمد ابراہیم عابد صاحب جنرل سیکرٹری مجلس نابینا ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مجلس نابینا ربوہ کے زیر اہتمام جو عالمی یوم سفید چھڑی کی تقریب 15/ اکتوبر 2009ء کو منعقد ہونی تھی۔ وہ بوجوہ ملتوی ہوگئی تھی اب یہ تقریب مورخہ 25/ اکتوبر کو بعد نماز عصر ہال دفاتر مجلس انصاراللہ پاکستان میں ہوگی۔ احباب جماعت نابینا افراد کو اس میں شامل ہونے کی تلقین اور راہنمائی کریں۔

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013

ماشاءاللہ گیزر
طالب دعا: محمد مراد
گیزر خریدتے وقت گیج میں دھوکہ نہ کھائیں
بھاری چادر کے گیزر اب وزن کے حساب سے
35 گیلن وزن 70 کلو پرانے گیزر کی ریپرنگ اینڈ ایڈجسٹمنٹ کروائیں۔ 55 گیلن 10 گیج 82 کلو
1-B-10-17 کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور
فون: 042-5153706-0300-9477683

اسلام آباد، راولپنڈی کے بعد اب لاہور میں
HAROON'S
شاپ نمبر 26-27-28 قذافی سٹیڈیم لاہور
فرنیچرز۔شوز۔جیولری۔بیگ
کراکری اور دیگر گفٹ آئٹمز
042-5715591
0300-8560433
طالب دعا: عامر سجاد

FD-10

الفضل روم کولر
جستی کولر، گیزر، گیس اوون، واٹر کولر آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں۔
ہر کمپنی کا AC خریدیں اور ہمارے منظور شدہ ڈیلر سے فٹ کروائیں۔ گیس اوون، AC سروس اور مرمت کا کام کیا جاتا ہے۔ AC کے لئے سٹیبلائزرز بھی دستیاب ہیں۔ ہر قسم کا واٹر پمپ اور بورنگ کا کام بھی کیا جاتا ہے۔
نوٹ: کولر، گیزر، گیس اوون۔ ہر قسم کا AC پرانا نئے کے ساتھ تبدیل کروائیں۔ نیز ہر قسم کی موٹر وائنڈ کروائیں۔
فیکٹری: 1-B-16-265 کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور موبائل: 0300-4026760
فون نمبر: 042-5114822,5118096